Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Principles of Political Leadership in the Light of the Qur'an and Sunnah: An Analytical and Comparative Study of Islamic Understanding and Modern Political Science

قرآن وسنت کی روشنی میں سیاسی قیادت کے اصول: اسلامی فہم اور جدید سیاسی سائنس کا تحقیقی وتقابلی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Syed Muhammad Haroon Agha** (Corresponding Author)
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Al-Hamd Islamic University, Quetta, Pakistan.
   Email: aghaharoon00@gmail.com
2. **Dr. Abdul Rahim**
   Associate Professor, Department of Political Science, Al-Hamd Islamic University, Quetta, Pakistan.

Citation

Agha, Syed Muhammad Haroon, and Abdul Rahim." Principles of Political Leadership in the Light of the Qur'an and Sunnah: An Analytical and Comparative Study of Islamic Understanding and Modern Political Science." *Al-Marjān Research Journal* 4, no.1, Jan-Mar (2026): 96− 111.

Submission Timeline

Received: Dec 04, 2025
Revised: Dec 18, 2025
Accepted: Dec 28, 2025
Published Online: Jan 06, 2026

Article QR

Publication & Ethics Statement

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

Principles of Political Leadership in the Light of the Qur'an and Sunnah: An Analytical and Comparative Study of Islamic Understanding and Modern Political Science

قرآن وسنت کی روشنی میں سیاسی قیادت کے اصول: اسلامی فہم اور جدید سیاسی سائنس کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

ڈاکٹر سیّد محمّد ہارون آغا[☆]   ڈاکٹر عبد الرحیم[☆]

Abstract

In Islamic thought, political leadership is not a peripheral issue but a fundamental communal necessity and religious obligation. Islam views humanity not merely as spiritual beings but as socio-political entities requiring organized leadership. The Qur'an and Sunnah frame leadership in terms of trust (amanah), responsibility, and accountability rather than power, dominance, or privileges. This aligns with modern political science's emphasis on public trust, institutional order, rule of law, and public welfare, creating a meaningful dialogue between Islamic political philosophy and contemporary theories. Historical evidence from Islamic history demonstrates that adherence to Qur'anic and Prophetic principles fostered justice, stability, and moral superiority, while deviation led to political decline, intellectual fragmentation, and social injustice. This study aims to elucidate through in-depth scholarly analysis that the Islamic principles of political leadership are not only religious values but also guiding norms for modern statecraft. The paper is structured around six key discussions: leadership as trust rooted in Qur'anic foundations (khilafah and amanah); obedience to leadership within Shari'ah limits, preventing despotism; shura (consultation) as a practical decision-making mechanism akin to participatory governance; justice ('adl) as the essence of leadership, paralleling social justice and equity; merit, competence, and knowledge as prerequisites, reflecting meritocracy; and ethical leadership exemplified by the Prophetic model (Sira Nabawiyya). By comparing these with concepts like limited government, deliberative democracy, and institutional accountability, the study argues that Islamic leadership principles complement and enrich modern democratic values, offering timeless guidance for just and effective governance in contemporary contexts.

Keywords: Islamic Leadership, Trust (Amanah), Shura (Consultation), Justice ('Adl), Competence/Merit (Ahliyyah), Modern Political Theories.

تعارفِ موضوع

اسلامی فکر میں سیاسی قیادت کوئی ثانوی یا ضمنی مسئلہ نہیں بلکہ ایک بنیادی اجتماعی ضرورت اور دینی فریضہ ہے۔ اسلام انسان کو محض روحانی مخلوق کے طور پر نہیں دیکھتا بلکہ اسے سماجی اور سیاسی وجود بھی تسلیم کرتا ہے، جس کے لیے منظم قیادت ناگزیر ہے۔ قرآن وسنت میں قیادت کو اقتدار، غلبہ یا مراعات کے بجائے امانت، ذمہ داری اور جواب دہی کے مفاہیم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جدید پولیٹیکل سائنس میں بھی قیادت کو عوامی اعتماد، ادارہ جاتی نظم، قانون کی بالادستی اور پبلک ویلفیئر کے ساتھ وابستہ کیا جاتا ہے۔ یہی وہ مشترک میدان ہے جہاں اسلامی سیاسی فکر اور جدید

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، الحمد اسلامی یونیورسٹی، کوئٹہ، پاکستان۔
☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ پولیٹیکل سائنس، الحمد اسلامی یونیورسٹی، کوئٹہ، پاکستان۔

سیاسی نظریات کے درمیان ایک بامعنی مکالمہ ممکن ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب قیادت نے قرآنی و نبوی اصولوں کی پاسداری کی تو ریاست عدل، استحکام اور اخلاقی برتری کی علامت بنی، اور جب ان اصولوں سے انحراف ہوا تو سیاسی زوال، فکری انتشار اور سماجی ناانصافی نے جنم لیا۔ اس مقالے کا مقصد اسی اصولی حقیقت کو عمیق علمی تجزیے کے ساتھ واضح کرنا ہے کہ سیاسی قیادت کے اسلامی اصول نہ صرف مذہبی اقدار ہیں بلکہ جدید ریاستی نظم کے لیے بھی رہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔ یہ مطالعہ قرآنی آیات، احادیث نبوی، فقہی استدلال اور جدید سیاسی تصورات (جیسے rule of law، meritocracy اور deliberative democracy) کے تقابلی جائزے پر مبنی ہے، تاکہ یہ واضح ہو کہ اسلامی فکر جدید چیلنجز کے لیے بھی عملی اور اخلاقی حل پیش کرتی ہے۔

مبحث اول: قیادت بطور امانت – قرآنی بنیادیں

قرآن کریم میں قیادت کا بنیادی تصور "امانت" کے تصور سے گہرے طور پر جڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا اور اس خلافت کو ایک بھاری امانت قرار دیا۔ یہ امانت صرف دیانت اور امانتداری تک محدود نہیں، بلکہ اس میں اختیار کا درست استعمال، عوامی مفاد کی حفاظت، عدل و انصاف کا قیام، اور اللہ کے سامنے جوابدہی شامل ہے۔ سیاسی، سماجی اور انتظامی قیادت اس امانت کا اعلیٰ ترین مظہر ہے، کیونکہ اس کے فیصلے پورے معاشرے پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

قرآنی تصورِ امانت اور خلافت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر خلیفہ بنانے کا ذکر کیا ہے:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا [1]

ترجمہ: "بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ بہت ظالم اور جاہل ہے۔"

یہ آیت انسان کی خلافت اور امانت کو ایک بھاری ذمہ داری قرار دیتی ہے۔ امانت میں صرف امانتداری نہیں، بلکہ اللہ کے احکامات پر عمل، عدل کا قیام، اور مخلوق کے حقوق کی حفاظت شامل ہے۔ قیادت اس امانت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے، کیونکہ قائد کے فیصلے پورے معاشرے پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

اسی طرح خلافت کا تصور قرآن میں بیان ہوا:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً [2]

ترجمہ: "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

خلافت کا مطلب اللہ کی طرف سے دیا گیا نمائندگی کا حق ہے، جو امانت کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ قائد کو اس امانت کا خیال رکھنا ہوتا ہے اور وہ اس کا غلط استعمال نہیں کر سکتا۔

قیادت کوئی ذاتی حق نہیں، اجتماعی ذمہ داری ہے۔

[1] Al-Aḥzāb, 33:72
[2] Al-Baqarah, 2:30

قرآن کریم قیادت کو ذاتی ملکیت یا موروثی حق قرار نہیں دیتا، بلکہ یہ ایک اجتماعی ذمہ داری ہے جو اہلیت اور دیانت کے ساتھ دی جاتی ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ[3]

یہ آیت شوریٰ (مشاورت) کو قیادت کا بنیادی اصول قرار دیتی ہے، جو اجتماعی ذمہ داری کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ قائد کو عوام کی رائے اور مفاد کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔

امانت کے تقاضے: اہلیت، دیانت اور جواب دہی

قرآن اور سنت میں امانت کے تین بنیادی تقاضے بیان ہوئے ہیں:

اہلیت

إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ[4]

ترجمہ: "بہترین وہ ہے جسے تو نے اجرت پر رکھا، وہ طاقتور اور امانت دار ہے۔"

دیانت

نبی ﷺ نے فرمایا: > "إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" ترجمہ: "جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا انتظار کر۔"

جواب دہی

وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ[5] ترجمہ: "اور انہیں روکو، بے شک وہ باز پرس کے مستحق ہیں۔"

یہ آیات اور احادیث قیادت کو امانت قرار دیتی ہیں جس میں اہلیت، دیانت اور اللہ کے سامنے جواب دہی لازمی ہے۔

جدید سیاسی نظریات سے تقابلی جائزہ

جدید سیاسی سائنس میں قیادت کو Public Trust اور Political Accountability کہا جاتا ہے۔ یہ تصور قرآن کے تصورِ امانت سے ملتا جلتا ہے۔

Public Trust اقتدار عوام کی امانت ہے، جو عوام کے مفاد کے لیے استعمال ہونا چاہیے۔

Accountability قائد کو عوام اور اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔

علال الفاسی نے اپنی کتاب میں لکھا:

"القيادة أمانة إلهية، والقائد مسؤول أمام الله والناس عن كل قراريتخذه." [6]

ترجمہ: "قیادت ایک الٰہی امانت ہے، اور قائد اللہ اور لوگوں کے سامنے ہر فیصلے کا ذمہ دار ہے۔"

قرآن کریم قیادت کو امانت قرار دیتا ہے جس میں اہلیت، دیانت اور جواب دہی لازمی ہے۔ یہ تصور جدید سیاسی نظریات سے ہم آہنگ ہے اور معاشرتی عدل کی ضمانت دیتا ہے۔ قائد کو چاہیے کہ وہ اس امانت کا خیال رکھے اور عوام کے مفاد کو مقدم رکھے۔ مبحث دوم: اطاعتِ قیادت اور اس

---

[3] Ash-Shūrā, 42:38
[4] Al-Qaṣaṣ, 28:26
[5] Aṣ-Ṣāffāt, 37:24
[6] Al-Fāsī, ʿAllāl, Maqāṣid al-Sharīʿah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭbaʿat al-Risālah, 1382 AH), p. 85.

کی شرعی حدود اسلام قیادت کی اطاعت کا قائل ہے، مگر یہ اطاعت غیر مشروط نہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اطاعت صرف معروف میں واجب ہے، نہ کہ ظلم، ناانصافی یا شریعت کی خلاف ورزی میں۔ یہ اصول اسلامی سیاسی فکر کو استبداد سے محفوظ رکھتا ہے۔ فقہی روایت میں اس اصول کی بنیاد پر حکمران کو نصیحت، محاسبہ اور حتیٰ کہ معزولی تک کا تصور موجود ہے۔

جدید سیاسی نظریات میں Rule of Law، Constitutional Supremacy اور Limited Government اسی تصور کی جدید صورتیں ہیں۔ اس طرح اسلامی فکر اور جدید پولیٹیکل سائنس دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ اقتدار کو قانون اور اخلاق کی حدود میں رہنا چاہیے۔

مبحث دوم: اطاعتِ قیادت اور اس کی شرعی حدود

اسلام قیادت کی اطاعت کا قائل ہے، مگر یہ اطاعت غیر مشروط نہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اطاعت صرف معروف میں واجب ہے، نہ کہ ظلم، ناانصافی یا شریعت کی خلاف ورزی میں۔ یہ اصول اسلامی سیاسی فکر کو استبداد سے محفوظ رکھتا ہے۔ فقہی روایت میں اس اصول کی بنیاد پر حکمران کو نصیحت، محاسبہ اور حتیٰ کہ معزولی تک کا تصور موجود ہے۔

جدید سیاسی نظریات میں Rule of Law، Constitutional Supremacy اور Limited Government اسی تصور کی جدید صورتیں ہیں۔ اس طرح اسلامی فکر اور جدید پولیٹیکل سائنس دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ اقتدار کو قانون اور اخلاق کی حدود میں رہنا چاہیے۔

#1. اطاعتِ معروف کا قرآنی اصول

قرآن کریم میں اطاعت کی بنیادی شرط "معروف" (معروف کام) کو قرار دیا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ [7]

اس آیت میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت مطلق ہے، جبکہ اولی الامر (حکمرانوں / قیادت) کی اطاعت مشروط ہے۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اولی الامر کا حکم شریعت کے خلاف ہو تو اس کی اطاعت واجب نہیں۔

حدیث میں اطاعتِ معروف کا واضح بیان

نبی کریم ﷺ نے اس اصول کو بہت واضح الفاظ میں بیان فرمایا:

> "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ" [8]

ترجمہ: "خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔"

ایک اور مشہور روایت:

"السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ" [9]

ترجمہ: "مسلمان پر سننا اور ماننا واجب ہے اس چیز میں جو اسے پسند ہو اور ناپسند ہو، جب تک کہ معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔"

[7] An-Nisā', 4:59
[8] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī. Al-Ṣaḥīḥ. Nishāpūr: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmiyyah, 1330 AH.
[9] Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm. Al-Siyāsah al-Sharʿiyyah fī Iṣlāḥ al-Rāʿī wa-al-Raʿiyyah. Beirut: Dār al-Fikr, 1403 AH.

یہ احادیث واضح کرتی ہیں کہ اطاعت کی حد "معصیت" (گناہ) تک ہے۔ جب قیادت گناہ کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

فقہی روایت میں اطاعت کی شرعی حدود

فقہاء نے اس اصول کو تفصیل سے بیان کیا ہے:

امام نووی** (شرح صحیح مسلم): اطاعت صرف معروف میں ہے، معصیت میں نہیں۔ ابن تیمیہ**: اگر حاکم شریعت کے خلاف حکم دے تو اس کی اطاعت جائز نہیں، بلکہ اسے نصیحت اور محاسبہ کیا جائے گا۔ امام شاطبی** (الموافقات): اطاعت کی حدود مقاصد شریعت سے متعین ہوتی ہیں۔

یہی اصول فقہ مالکی، حنفی، شافعی اور حنبلی سب میں موجود ہے۔

جدید سیاسی نظریات سے تقابلی جائزہ

جدید سیاسی فکر میں یہ تصور درج ذیل شکل میں موجود ہے:

- **Rule of Law** — قانون کی حکمرانی (قانون سب پر برتر ہے، حتیٰ کہ حکمران پر بھی)
- **Constitutional Supremacy** — آئین کی بالادستی
- **Limited Government** — محدود حکومت (حکومت کی طاقت محدود اور مشروط ہوتی ہے)
- **Civil Disobedience** — شہری نافرمانی (جب قانون شریعت / اخلاق کے خلاف ہو تو اس کی اطاعت نہیں کی جاتی)

یہ تمام تصورات اسلامی اصول "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" سے ہم آہنگ ہیں۔

علال الفاسی نے لکھا:

> "الطاعة لولي الأمر مشروطة بالمعروف، وإلا فلا طاعة في معصية الله."[10]

ترجمہ: "ولی امر کی اطاعت معروف تک مشروط ہے، ورنہ اللہ کی معصیت میں کوئی اطاعت نہیں۔"

اسلام میں قیادت کی اطاعت ایک امانت اور ذمہ داری کا حصہ ہے، مگر یہ اطاعت مشروط ہے۔ معروف میں اطاعت واجب ہے اور معصیت میں معصیت میں نافرمانی فرض ہے۔ یہ اصول استبداد اور مطلق العنانیت سے بچاتا ہے اور معاشرتی عدل کی ضمانت دیتا ہے۔

مبحث سوم: شورائیت اور مشاورتی قیادت کا تصور

قرآن کریم نے شورائیت کو اہلِ ایمان کی اجتماعی صفت قرار دیا ہے۔ شورائیت اسلامی سیاسی نظام میں محض اخلاقی قدر نہیں بلکہ فیصلہ سازی کا عملی اصول ہے۔ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار میں اہم سیاسی، عسکری اور انتظامی فیصلے مشاورت سے کیے گئے، جو اجتماعی دانش کی قدر کو ظاہر کرتے ہیں۔

فقہی طور پر اہلِ حل و عقد کا تصور اسی شورائیت کی ادارہ جاتی شکل ہے۔ جدید پولیٹیکل سائنس میں Participatory Governance، Deliberative Democracy اور Consultative Mechanisms اسی اصول کی ہم آہنگ تعبیرات ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی شورائیت جدید جمہوری اقدار سے متصادم نہیں بلکہ ان کی اخلاقی تکمیل کرتی ہے۔

قرآنی بنیاد اور اہمیتِ شورائیت

[10] Al-Fāsī, ʻAllāl, Maqāṣid al-Sharīʻah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭbaʻat al-Risālah, 1382 AH), p. 92.

قرآن مجید میں شورائیت کو دو مقامات پر واضح طور پر بیان کیا گیا ہے:

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ[11]

"اور جو لوگ اپنے رب کی دعوت قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا معاملہ آپس میں مشورے سے طے ہوتا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

یہ آیت مومنین کی چار صفات بیان کرتی ہے جن میں سے ایک "أمرهم شورى بينهم" یعنی ان کے امور آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ یہ جملہ شورائیت کو ایمان کی لازمی صفت قرار دیتا ہے۔

دوسری آیت میں نبی کریم ﷺ کو بھی مشورے کا حکم دیا گیا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ[12]

"اور ان سے مشورہ کرو۔ پھر جب تمہارا عزم مضبوط ہو جائے تو اللہ پر توکل کرو۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

یہ آیت نبی ﷺ کو بھی مشورے کا حکم دیتی ہے، جو یہ بتاتی ہے کہ مشورہ صرف نبی کے لیے نہیں بلکہ ہر قائد کے لیے سنت ہے۔ نبی ﷺ نے اس آیت پر عمل کرتے ہوئے غزوہ احد اور دیگر مواقع پر صحابہ سے مشورہ کیا۔

نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں عملی مثال

نبی کریم ﷺ نے مشورے کو عملی شکل دی۔ چند اہم مثالیں:

- غزوہ احد میں خندق کھودنے کا فیصلہ صحابہ کے مشورے سے ہوا۔
- غزوہ بدر میں قیدیوں کے معاملے میں بھی مشورہ کیا گیا۔
- حدیبیہ کے معاہدے میں صحابہ نے ابتداء میں سخت اعتراض کیا، لیکن نبی ﷺ نے ان سے مکالمہ کیا اور انہیں قائل کیا۔

خلفائے راشدین نے بھی اسی سنت پر عمل کیا:

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف جنگ کا فیصلہ صحابہ کے مشورے سے کیا۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر بڑے فیصلے میں مشورہ کیا اور کہا: "لولم أستشر لكنت خائناً" (اگر میں مشورہ نہ کروں تو میں خیانت کرنے والا ہوں گا)۔
- حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی اہم امور میں اہلِ حل وعقد سے مشورہ کیا۔

فقہی تصور: اہلِ حل وعقد اور شورائیت کی ادارہ جاتی شکل

فقہ اسلامی میں شورائیت کو "اہلِ حل وعقد" (وہ لوگ جو معاملے کو حل کرنے اور باندھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں) کے ذریعے ادارہ جاتی شکل دی گئی۔

- امام ماوردی نے الاحکام السلطانیہ میں لکھا کہ خلیفہ کا انتخاب اور اہم فیصلے اہلِ حل وعقد کے مشورے سے ہوتے ہیں۔
- امام ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں بیان کیا کہ حکمران کو عوام کے نمائندوں سے مشورہ کرنا چاہیے۔

[11] Ash-Shūrā, 42:38
[12] Āl ʻImrān, 3:159

-امام شاطبی نے الموافقات میں شورائیت کو مقاصد شریعت کا لازمی حصہ قرار دیا۔
یہ تصور جدید دور میں پارلیمنٹ، مجلس شوریٰ، اور مشورتی کمیٹیوں کی شکل میں موجود ہے۔
جدید سیاسی نظریات سے تقابلی جائزہ
جدید پولیٹیکل سائنس میں شورائیت کے تصور کو درج ذیل شکلوں میں دیکھا جاتا ہے۔
-Participatory Governance—عوام کی براہِ راست شرکت
-Deliberative Democracy—بحث و مباحثہ کے ذریعے فیصلہ سازی
-Consultative Mechanisms—مشورتی ادارے اور کمیٹیاں
یہ تمام تصورات اسلامی شورائیت سے ملتے جلتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اسلامی شورائیت میں مشورہ شریعت کی حدود میں ہوتا ہے، جبکہ جدید جمہوریت میں یہ سیکولر اصولوں کے تابع ہے۔
علال الفاسی نے لکھا:

"الشورى في الإسلام ليست مجرد استشارة، بل هي واجبة في الأمور العامة، وهي ضمانة ضد الاستبداد." [13]

ترجمہ: "اسلام میں شورائیت محض استشارہ نہیں بلکہ عمومی امور میں واجب ہے، اور یہ استبداد کے خلاف ضمانت ہے۔"

شورائیت اسلامی نظام حکومت کا بنیادی ستون ہے۔ یہ نہ صرف فیصلہ سازی کو بہتر بناتی ہے بلکہ استبداد اور مطلق العنانیت سے بھی بچاتی ہے۔ قرآن، سنت اور فقہی روایت میں اس کی واضح بنیاد موجود ہے، اور یہ جدید سیاسی اقدار سے بھی ہم آہنگ ہے۔ ایک کامیاب اسلامی سیاسی نظام میں شورائیت کو ادارہ جاتی شکل دینا ضروری ہے تاکہ قیادت عوام کی خدمت کرے اور عدل قائم رہے۔

مبحث چہارم: عدل و انصاف—اسلامی قیادت کا جوہر

عدل اسلامی سیاسی قیادت کا مرکزی ستون ہے۔ قرآن کریم میں بار بار عدل کا حکم دیا گیا اور اسے تقویٰ سے جوڑا گیا ہے۔ فقہی استدلال کے مطابق ریاستی اقتدار کا اصل جواز عدل کے قیام سے مشروط ہے۔ اگر قیادت عدل سے منحرف ہو جائے تو اس کی شرعی و اخلاقی حیثیت کمزور پڑ جاتی ہے۔ جدید پولیٹیکل سائنس میں Social Justice، Equity اور Fair Governance اسی قرآنی اصول کی جدید تعبیرات ہیں۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمرؓ کے عدالتی فیصلے اس عدل کی عملی مثال ہیں، جہاں حکمران اور عام شہری قانون کے سامنے برابر تھے۔

عدل کا قرآنی حکم اور اہمیت

قرآن کریم میں عدل کو اللہ کی سنت اور تقویٰ کی بنیاد قرار دیا گیا ہے:

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ [14]

"اے ایمان والو! عدل قائم کرنے والے اور اللہ کی خاطر گواہی دینے والے بنو، چاہے وہ تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔"

[13] Al-Fāsī, ‘Allāl, Maqāṣid al-Sharī‘ah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭba‘at al-Risālah, 1382 AH), p. 108.
[14] An-Nisā’, 4:135

یہ آیت عدل کو مطلق قرار دیتی ہے، حتیٰ کہ اپنے خلاف بھی۔ قیادت کے لیے یہ آیت حکم کرتی ہے کہ عدل ہر حال میں قائم رکھا جائے۔

ایک اور آیت میں عدل کو تقویٰ سے جوڑا گیا:

> إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَ إِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ [15]

"بے شک اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور فحاشی، برائی اور زیادتی سے روکتا ہے۔"

یہ آیت عدل کو اللہ کا حکم قرار دیتی ہے، جو قیادت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

عدل کی فقہی اہمیت اور ریاستی جواز

فقہ اسلامی میں عدل کو ریاستی اقتدار کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

-امام ماوردی: "**الحكم عدل، فإن انحرف عنه بطل جوازه**" (حکم عدل ہے، اگر وہ منحرف ہو جائے تو اس کی جوازیت ختم ہو جاتی ہے)۔

-ابن خلدون: عدل ریاست کی بقا کی شرط ہے، اس کے بغیر ریاست زوال پذیر ہو جاتی ہے۔

-امام غزالی: عدل تقویٰ کی بنیاد ہے، جو قائد کے لیے لازمی ہے۔

یہ اصول فقہی کتابوں جیسے الموافقات اور الاحکام السلطانیہ میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ اگر قیادت عدل سے منحرف ہو تو اس کی شرعی حیثیت کمزور ہو جاتی ہے اور عوام پر اس کی اصلاح یا معزولی فرض ہو جاتی ہے۔

اسلامی تاریخ میں عدل کی عملی مثالیں

اسلامی تاریخ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عدالتی فیصلے عدل کی اعلیٰ مثال ہیں۔ آپ نے ایک مقدمے میں اپنے بیٹے کو سزا دی اور فرمایا: "اگر میں نے ظلم کیا تو مجھے روکو"۔ خلفائے راشدین کے دور میں حکمران اور عام شہری قانون کے سامنے برابر تھے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

> "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ... وَإِمَامٌ عَادِلٌ" [16]

"سات لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا... اور ایک عادل امام۔"

یہ حدیث عادل قیادت کی فضیلت بیان کرتی ہے۔

جدید سیاسی نظریات سے تقابلی جائزہ

جدید پولیٹیکل سائنس میں Social Justice (معاشرتی عدل)، Equity (مساوات)، اور Fair Governance (عادلانہ حکمرانی) قرآنی عدل کی جدید تعبیرات ہیں۔ یہ تصورات اسلامی اصول سے ملتے جلتے ہیں۔

-**Social Justice**: عوامی حقوق کا تحفظ، جو حفظ مال اور جان کے مقاصد سے ملتا ہے۔

-**Equity**: مساوی مواقع، جو قرآن کے عدل سے ہم آہنگ ہے۔

-**Fair Governance**: عادلانہ حکمرانی، جو اسلامی خلافت کی یاد دلاتی ہے۔

علال الفاسی نے لکھا:

[15] An-Naḥl, 16:90
[16] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 660

> "العدل جوهر القيادة الإسلامية، وهو ضمان للحقوق والمساواة."[17]

ترجمہ: "عدل اسلامی قیادت کا جوہر ہے، اور یہ حقوق اور مساوات کی ضمانت ہے۔"

عدل اسلامی قیادت کا جوہر ہے جو شریعت کی روح ہے۔ یہ تقویٰ، مساوات اور عوامی مفاد کی حفاظت کرتا ہے۔ اسلامی تاریخ کی مثالیں اور جدید سیاسی نظریات سے تقابل واضح کرتا ہے کہ عدل ایک عالمگیر قدر ہے جو ہر نظام کی کامیابی کی کلید ہے۔ قائد کو چاہیے کہ عدل کو اپنی قیادت کا مرکزی اصول بنائے۔

مبحث پنجم: علم، اہلیت اور Merit کا اصول

اسلامی نصوص قیادت کے لیے علم، فہم اور اہلیت کو بنیادی شرط قرار دیتی ہیں۔ قرآن میں حضرت یوسفؑ کا واقعہ اس اصول کی واضح مثال ہے، جہاں اہلیت اور امانت کو قیادت کی بنیاد بنایا گیا۔ فقہی استدلال کے مطابق نااہل کو منصب دینا ظلم اور خیانت کے مترادف ہے۔

جدید پولیٹیکل سائنس میں Meritocracy، Professional Leadership اور Institutional Competence اسی اصول کے جدید مظاہر ہیں۔ جب قیادت علم اور اہلیت سے محروم ہو تو پالیسی سازی ناکام اور ریاستی ادارے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اسلامی اور جدید دونوں فکر قیادت میں Merit کو ناگزیر قرار دیتی ہیں۔

علم اور اہلیت کی قرآنی بنیاد

قرآن کریم میں علم کو قیادت کی بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے۔ حضرت یوسفؑ کا واقعہ اس کی واضح مثال ہے:

> قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ[18]

"مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے، میں حفاظت کرنے والا اور علم والا ہوں۔"

یہ آیت اہلیت (علم اور حفاظت) کو منصب کی شرط قرار دیتی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے اپنی اہلیت کی بنیاد پر منصب طلب کیا۔

ایک اور آیت میں علم کی فضیلت بیان کی گئی:

> قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[19]

"کہہ دیجئے کیا وہ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے برابر ہیں؟"

یہ آیت علم کی برتری بیان کرتی ہے، جو قیادت کے لیے لازمی ہے۔

سنت میں اہلیت کا اصول

نبی کریم ﷺ نے اہلیت کو منصب کی شرط قرار دیا:

> "إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ غَيْرَ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"[20]

"جب کام غیر اہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔"

یہ حدیث نااہل کو منصب دینے کو قیامت کی نشانی قرار دیتی ہے۔

[17] Al-Fāsī, ʻAllāl, Maqāṣid al-Sharīʻah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭbaʻat al-Risālah, 1382 AH), p. 100.
[18] Yūsuf, 12:55
[19] Az-Zumar, 39:9
[20] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 59

ایک اور حدیث:

> "الدِّينُ النَّصِيحَةُ... لِوُلَاةِ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ" [21]

"دین نصیحت ہے... مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے بھی۔"

یہ نصیحت اہلیت کی بنیاد پر حکمرانوں کی اصلاح کرتی ہے۔

فقہی استدلال میں Merit کی اہمیت

فقہاء نے قیادت کے لیے اہلیت کو شرط قرار دیا:

- امام ماوردی: "الإمامة لا تنعقد إلا لمن له أهلية العلم والعدالة" (خلافت اہلیت علم اور عدل والے کے لیے ہے)۔

- ابن خلدون: نااہل قیادت ریاست کے زوال کا سبب ہے۔

- امام غزالی: منصب دینا خیانت ہے اگر اہل نہ ہو۔

یہ اصول فقہی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں۔ نااہل کو منصب دینا ظلم ہے۔

جدید سیاسی نظریات سے تقابلی جائزہ

جدید پولیٹیکل سائنس میں Meritocracy (اہلیت کی بنیاد پر انتخاب)، Professional Leadership (پیشہ ور قیادت)، اور Institutional Competence (ادارہ جاتی اہلیت) اسلامی اصول سے ملتے ہیں۔

- Meritocracy: اہلیت کی بنیاد پر منصب، حضرت یوسفؑ کی مثال کی طرح۔

- Professional Leadership: علم اور تجربہ کی شرط۔

- Institutional Competence: اداروں کی اہلیت۔

علال الفاسی نے لکھا:

> "الأهلية في القيادة شرط شرعي، وهي أساس النجاح السياسي." [22]

ترجمہ: "قیادت میں اہلیت شرعی شرط ہے، اور یہ سیاسی کامیابی کی بنیاد ہے۔"

علم اور اہلیت قیادت کی شرط ہے۔ اسلامی نصوص اور جدید نظریات دونوں اس پر متفق ہیں۔ نااہل قیادت ریاست کے لیے زہر ہے۔ قائد کو علم اور اہلیت پر توجہ دینی چاہیے تاکہ ریاست ترقی کرے۔

مبحث ششم: اخلاقی قیادت اور سیرتِ نبوی ﷺ

اسلامی سیاسی قیادت کی روح اخلاقی کردار میں مضمر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی قیادت محض سیاسی نظم نہیں بلکہ اخلاقی انقلاب کی مثال تھی۔ آپ ﷺ نے صدق، امانت، حلم، عفو اور عدل کو قیادت کی بنیاد بنایا۔ فقہی طور پر یہ اصول اس بات کی دلیل ہیں کہ قیادت کی اہلیت صرف فنی یا انتظامی صلاحیت سے نہیں بلکہ اخلاقی معیار سے بھی مشروط ہے۔ جدید پولیٹیکل سائنس میں Transformational Leadership اور Servant Leadership اسی اخلاقی قیادت کے جدید تعبیرات ہیں، جہاں قائد اپنے کردار سے معاشرے کو بدلتا ہے۔

[21] Ṣaḥīḥ Muslim, 55
[22] Al-Fāsī, ʻAllāl, Maqāṣid al-Sharīʻah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭbaʻat al-Risālah, 1382 AH), p. 115.

اخلاقی قیادت کا قرآنی تصور

قرآن مجید میں نبی ﷺ کی قیادت کو اخلاقی بنیاد پر پیش کیا گیا ہے:

> وَ إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ [23] "اور بے شک آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔" یہ آیت نبی ﷺ کے اخلاق کو قیادت کی بنیاد قرار دیتی ہے۔ ایک اور آیت میں اخلاقی قیادت کا حکم ہے:> ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ [24] "بہتر طریقے سے جواب دو۔" یہ عفو اور حلم کی تعلیم دیتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں اخلاقی قیادت کی مثالیں

نبی ﷺ کی قیادت اخلاقی انقلاب تھی۔ مثالیں:

- صدق: ہمیشہ سچ بولا، حتیٰ کہ دشمن بھی "الصادق" کہتے تھے۔
- امانت: مکہ میں کفار بھی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے۔
- حلم: طائف میں پتھراؤ پر بھی بد دعا نہیں کی۔
- عفو: فتح مکہ میں دشمنوں کو معاف کیا۔
- عدل: غزوات میں غیر محاربین کو تحفظ دیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

> "إِنَّمَا بُعِثْتُ لأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" [25]

"میں تو مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

یہ حدیث قیادت کو اخلاقی بنیاد پر قرار دیتی ہے۔

فقہی استدلال میں اخلاقی قیادت کی شرط

فقہاء نے قیادت کے لیے اخلاقی کردار کو شرط قرار دیا:

- **امام غزالی**: قائد کا اخلاقی کردار ریاست کی بنیاد ہے۔
- **ابن تیمیہ**: اخلاقی قیادت ہی شریعت پر عمل کر سکتی ہے۔
- **امام شاطبی**: اخلاق مقاصد شریعت کا حصہ ہیں۔

یہ اصول قیادت کی اہلیت کو اخلاق سے مشروط کرتے ہیں۔

جدید سیاسی نظریات سے تقابلی جائزہ

جدید پولیٹیکل سائنس میں Transformational Leadership (قیادت جو تبدیلی لائے) اور Servant Leadership (خدمت گزار قیادت) اسلامی اخلاقی قیادت سے ملتے ہیں۔

- **Transformational Leadership**: قائد کردار سے بدلتا ہے، نبی ﷺ کی طرح۔

[23] Al-Qalam, 68:4
[24] Al-Mu'minūn, 23:96
[25] Al-Muwaṭṭa', 1614

- **Servant Leadership**: قائد خدمت کرتا ہے۔

علال الفاسی نے لکھا:

> "القيادة الأخلاقية هي جوهر السياسة الإسلامية، وهي تجعل القائد خادماً للأمة." [26]

ترجمہ: "اخلاقی قیادت اسلامی سیاست کا جوہر ہے، جو قائد کو امت کا خادم بناتی ہے۔"

اخلاقی قیادت اسلامی نظام کا روح ہے۔ سیرت نبوی ﷺ اس کی اعلیٰ مثال ہے۔ فقہی اور جدید نظریات دونوں اس پر متفق ہیں۔ قائد کو اخلاقی کردار کو اپنی قیادت کا مرکزی جزو بنانا چاہیے۔

مبحث ہفتم: احتساب اور جواب دہی

اسلامی نظامِ قیادت میں احتساب محض ادارہ جاتی نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی فریضہ ہے۔ خلفائے راشدین اپنے آپ کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا اپنے لباس اور بیت المال کے معاملات پر عوام کے سوالات قبول کرنا اسلامی احتساب کی اعلیٰ مثال ہے۔ فقہی لحاظ سے یہ اصول "المسؤولية" کے تحت آتا ہے۔ جدید سیاسی فکر میں Checks and Balances، Free Media اور Civil Society اسی تصور کے ادارہ جاتی مظاہر ہیں۔

احتساب کا قرآنی حکم

قرآن مجید میں احتساب کو لازمی قرار دیا گیا ہے:

> وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ [27]

"انہیں روکو، بے شک وہ پوچھے جانے والے ہیں۔"

یہ آیت ہر شخص کی جواب دہی بیان کرتی ہے، ایک اور آیت:

> إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَ آثَارَهُمْ [28]

"بے شک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے آثار۔"

یہ قیادت کے اعمال کی جواب دہی کو واضح کرتی ہے۔

سنت میں احتساب کی مثالیں

نبی ﷺ نے احتساب کی سنت قائم کی:

> "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" [29]

"تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے تمہاری رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

یہ حدیث قائد کی جواب دہی بیان کرتی ہے۔

[26] Al-Fāsī, ‘Allāl, Maqāṣid al-Sharī‘ah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭba‘at al-Risālah, 1382 AH), p. 120.
[27] Aṣ-Ṣāffāt, 37:24
[28] Yā Sīn, 36:12
[29] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 2409

خلفائے راشدین کی مثالیں:

-حضرت ابو بکر: "اگر میں سیدھے راستے پر ہوں تو میری مدد کرو، اگر غلط تو مجھے سیدھا کرو۔"

-حضرت عمر: عوام کے سامنے بیت المال کا حساب دیتے تھے۔

فقہی استدلال میں احتساب کا اصول

فقہاء نے احتساب کو "المسؤولیۃ" (مسئولیت) کا نام دیا:

-امام ماوردی: حکمران عوام کے سامنے جواب دہ ہے۔

-ابن تیمیہ: احتساب استبداد سے بچاؤ ہے۔

-امام غزالی: احتساب اخلاقی فریضہ ہے۔

یہ اصول اسلامی خلافت میں نافذ تھا

جدید سیاسی نظریات سے تقابلی جائزہ

جدید فکر میں Checks and Balances (توازن قوت)، Free Media (آزاد میڈیا)، اور Civil Society (شہری معاشرہ) احتساب کے ادارے ہیں۔ یہ اسلامی نصیحت اور امر بالمعروف سے ملتے ہیں۔

علال الفاسی نے لکھا:

> "المحاسبة ضمان للعدل في القيادة." [30]

ترجمہ: "احتساب قیادت میں عدل کی ضمانت ہے۔"

احتساب اسلامی قیادت کا لازمی حصہ ہے۔ یہ اخلاقی اور دینی فریضہ ہے جو حکمران کو جواب دہ بناتا ہے۔ جدید نظریات سے تقابل واضح کرتا ہے کہ احتساب عالمگیر قدر ہے۔

مبحث ہشتم: طاقت، اختیار اور ان کی حدود

1. اسلام طاقت کو مقصد نہیں بلکہ امانت اور وسیلہ قرار دیتا ہے۔
2. قرآن میں فرعونیت کو طاقت کے غلط استعمال کی علامت بنا کر پیش کیا گیا۔
3. فقہی استدلال کے مطابق اختیار کا استعمال مصلحتِ عامہ کے تابع ہے۔
4. جدید سیاسی نظریات میں Limited Government اور Decentralization اسی اسلامی اصول کی عملی صورتیں ہیں۔
5. طاقت کی حدبندی قیادت کو استبداد سے محفوظ رکھتی ہے۔

طاقت کو امانت اور وسیلہ قرار دینا

قرآن مجید میں طاقت کو اللہ کی امانت قرار دیا گیا ہے:

> إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ أَهْلِهَا [31]

---

[30] Al-Fāsī, ʻAllāl, Maqāṣid al-Sharīʻah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭbaʻat al-Risālah, 1382 AH), p. 130
[31] An-Nisā', 4:58

"اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔"

طاقت امانت ہے، جو عوام کے مفاد کے لیے استعمال ہو۔

فرعونیت: طاقت کے غلط استعمال کی مثال

قرآن میں فرعون کی مثال دی گئی:

> إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا [32]

"فرعون زمین میں سرکشی کرنے لگا اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔"

یہ آیت طاقت کے غلط استعمال کو ظلم قرار دیتی ہے۔

اختیار کا استعمال مصلحتِ عامہ کے تابع

فقہاء کا استدلال: اختیار مصلحت عامہ کے لیے ہے۔

-امام شاطبی: اختیار مقاصد شریعت کے تابع ہے۔

-ابن خلدون: طاقت کی حد بندی ریاست کی بقا کے لیے ضروری ہے۔

جدید نظریات سے تقابل

جدید میں Limited Government (محدود حکومت) اور Decentralization (اختیار کی تقسیم) اسلامی اصول سے ملتے ہیں۔

طاقت کی حد بندی اور استبداد سے حفاظت

طاقت کی حدود استبداد سے بچاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ وَلِيَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا فَوَلَّى رَجُلًا عَلَى فِئَامَةٍ مِنْهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ فِيهِمْ أَفْضَلَ مِنْهُ وَ أَقْرَأَ لِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ فَقَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ" [33]

"جو مسلمانوں پر حکمران ہو اور کسی گروہ پر ایسے شخص کو مقرر کرے جو وہ جانتا ہے کہ اس سے بہتر ہے تو اس نے اللہ، رسول اور مومنین سے خیانت کی۔"

یہ طاقت کی حدود بیان کرتی ہے۔

علال الفاسی نے لکھا:

"السلطة محدودة بالشريعة، وتجاوزها ظلم." [34]

ترجمہ: "طاقت شریعت کی حدود میں ہے، اس سے تجاوز ظلم ہے۔"

طاقت امانت ہے، جو مصلحت عامہ کے لیے ہے۔ اس کی حدود استبداد سے بچاتی ہیں۔ جدید نظریات سے تقابل واضح کرتا ہے کہ یہ اصول عالمگیر ہے۔

[32] Al-Qaṣaṣ, 28:4
[33] Al-Mustadrak al-Ḥākim, 4:97
[34] Al-Fāsī, ʻAllāl, Maqāṣid al-Sharīʻah al-Islāmiyyah wa Makārimuhā (Rabat: Maṭbaʻat al-Risālah, 1382 AH), p. 135.

خلاصۂ بحث

اس مقالے سے واضح ہوا کہ اسلامی سیاسی قیادت قرآنی و نبوی اصولوں پر مبنی ہے، جن میں امانت، محدود اطاعت، شورائیت، عدل، اہلیت اور اخلاقی برتری مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ اصول نہ صرف دینی فریضہ ہیں بلکہ جدید سیاسی علم کے بنیادی تصورات جیسے public trust، rule of law، participatory governance اور meritocracy سے ہم آہنگ ہیں۔ اسلامی تاریخ کے سنہرے ادوار (خلافت راشدہ) اس بات کے گواہ ہیں کہ ان اصولوں کی پاسداری سے ریاست مستحکم اور عادلانہ ہوتی ہے۔ آج کے دور میں جب سیاسی بحران اور عدم استحکام عام ہے، اسلامی فکر ان مسائل کا موثر حل پیش کرتی ہے۔ یہ مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی قیادت کے اصول جدید جمہوری اقدار کی تکمیل کرتے ہیں، نہ کہ ان سے متصادم۔ لہٰذا، مسلمان معاشروں کو ان اصولوں کی طرف رجوع کر کے ہی مستحکم، عادلانہ اور ترقی یافتہ ریاستیں قائم کر سکتے ہیں۔

تجاویز و سفارشات

* مسلمان حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں کو قرآنی اصول امانت اور جواب دہی کو اپنے طرز حکمرانی کا بنیادی حصہ بنانا چاہیے، تاکہ عوامی اعتماد بحال ہو۔
* تعلیمی نصاب میں اسلامی سیاسی فکر اور جدید پولیٹیکل سائنس کے تقابلی مطالعے کو شامل کیا جائے، تاکہ نئی نسل میں شورائیت اور عدل کے شعور کو فروغ ملے۔
* سیاسی جماعتوں اور اداروں میں مشاورتی (شوریٰ) نظام کو عملی شکل دی جائے، تاکہ فیصلہ سازی میں اجتماعی دانش شامل ہو۔
* بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو ان اصولوں کی بنیاد پر ایک مشترکہ فریم ورک تیار کرنا چاہیے، جو جدید عالمی چیلنجز (جیسے گورننس اور انصاف) کا سامنا کر سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* al-Ashqar, ʿUmar Sulaymān. *Qiṣaṣ al-Ghayb*. Beirut: Dār al-Nafāʾis, 2007.
* al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*. Riyadh: Dār al-Salām li-l-Nashr wa-l-Tawzīʿ, 1999.
* Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī. *al-Mukhtaṣar fī al-Targhīb wa-l-Tarhīb*. Translated by Muḥammad Khālid Sayf. Mumbai: Dār al-ʿIlm, 2007.
* Ibn Kathīr. *Qiṣaṣ al-Anbiyāʾ*. Translated by ʿImrān Ayyūb. Fiqh al-Ḥadīth Publications, 2007.
* Jumʿah Amīn ʿAbd al-ʿAzīz. *al-Daʿwah: Qawāʿid wa-Uṣūl*. Dār al-Daʿwah, 1999.
* al-Madanī, ʿAbd al-Hādī ʿAbd al-Khāliq. *Uṣūl al-Daʿwah*. al-Saʿūdiyyah: Dāʿī Aḥsāʾ Islamic Center, n.d.
* Muslim, Abū al-Ḥasan Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī. *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*. Riyadh: Dār al-Salām, 2000.
* Saywāharvī, Ḥifẓ al-Raḥmān. *Qiṣaṣ al-Qurʾān*. Idārah Ishāʿat Dīniyyāt, n.d.
* Shāh Walī Allāh al-Dihlawī. *al-Fawz al-Kabīr fī Uṣūl al-Tafsīr*. Translated by Prof. Mawlānā Muḥammad Rafīq Chawdhry. Lahore: Maktabah Qurʾāniyyāt, n.d.
* ʿAbd al-Karīm Zaydān. *Uṣūl al-Daʿwah*. 1396 AH.
* ʿAbd al-Raʾūf Ẓafar. *ʿUlūm al-Qurʾān*. Nashriyāt, al-Ḥamd Market, 2017.